# لندن میں مقیم ایک محبِّ وطن ڈاکٹر کا تعارف

تحریر: سہیل احمد لون

وقت اور پیسہ دونوں چیزوں کے استعمال میں انسان بہت احتیاط سے کام لیتا ہے۔ یہ چیزیں ایک عام انسان کسی غیر پر اس وقت خرچ کرتا ہے جب اس نے اپنی عزت بچانی ہو یا بنانی ہو۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی بھی انسان پر وقت یا پیسہ خرچ کرتے ہوئے یہ نہیں سوچتے کہ اس سے ان کی عزت بچ رہی ہے یا بن رہی ہے بلکہ ان کا مقصد صرف انسانیت کی بے لوث خدمت کرنا ہوتا ہے۔ وطنِ عزیز کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ہماری دھرتی بہت زرخیز ہے یہاں زرخیز دماغ بھی بہت ہیں۔ ایسے ہی ایک ذہین، محنتی اور محسن انسان ڈاکٹر سہیل یوسف چغتائی بھی ہیں۔ جو دیارِ غیر اپنے وطن اور ہم وطنوں کی غیر محسوس انداز میں مدد کرنا اپنی زندگی کا واحد مقصد تصور کرتے ہیں۔ ڈاکٹر چغتائی نے میٹرک میں اپنے ریجن سے ٹاپ کر کے اپنے تابناک مستقبل کا اعلان بڑی گھن گرج سے کیا۔ مادرِ علمی گورنمنٹ کالج لاہور جیسی تاریخی درسگاہ سے ایف ایس سی کرنے کے بعد ان کے اعتماد میں مزید اضافہ ہوا۔ 1987ء میں ایم بی بی ایس کرنے کے بعد 1989ء میں برطانیہ سے پی ایل اے بی کیا، 1992ء تک وہ ایک آرتھوپیڈک سرجن بن چکے تھے۔ 1995ء میں انہوں نے بطور آرتھوپیڈک کنسلٹنٹ کام بھی کیا۔ اس کے علاوہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں تدریسی شعبے سے بھی منسلک رہے، سعودی عرب میں بطور آرتھوپیڈک کنسلٹنٹ بھی اُن کی خدمات کو سراہا گیا۔ ڈاکٹر کے شعبے کا انتخاب اپنے والد جناب ڈاکٹر یوسف رضا چغتائی سے متاثر ہو کر کیا۔ جو بہت اچھے شاعر بھی تھے، انہیں 1999ء میں سال کے بہترین شاعر ہونے کے اعزاز میں گولڈ میڈل سے بھی نوازا گیا۔

آرتھوپیڈک سرجن بننے کے بعد بھی ڈاکٹر سہیل چغتائی میں مزید سیکھنے کی تشنگی کم نہیں ہوئی۔ وہ علم کے صحرا میں اپنا تعلیمی سفر جاری رکھنے کے لیے کچھ مختلف کرنے کا منصوبہ بنایا۔ 2001ء تک وہ مائکروسافٹ میں سپیشلسٹ بن گئے۔ وہ اب تک تقریباً 80 آئی ٹی کورس کروا چکے ہیں۔ 2004ء سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔ یہاں آ کر بھی تعلیمی سلسلہ تا حال جاری ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ بیتے ہوئے کل سے، آج کا دن بہتر بنانے کے لیے سب سے اہم چیز کچھ اچھا سیکھنا ہوتا ہے، اور آنے والے دن کو بہترین بنانے کے لیے کچھ نیا سیکھنے کی پلاننگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آئی ٹی ایکسپرٹ ہونے کا فائدہ وہ طبی میدان میں بھرپور طریقے سے اٹھا رہے تھے مگر وہ برطانیہ میں اپنی کمیونٹی کے لیے کچھ ایسا کرنا چاہتے تھے جس سے پاکستان اور پاکستانیوں کی دیارِ غیر میں مثبت امیج سامنے آئے۔ آئی ٹی میں مہارت کو بنیاد بناتے ہوئے انہوں نے ڈھائی برس قبل دنیا میں پہلا انٹرنیٹ بیس ٹی وی چینل (APEX TV) لندن میں شروع کیا۔ اس سے قبل بہت سے انٹرنیٹ بیسڈ ٹی وی چینل دنیا میں کام رہے ہیں مگر ان کے چینل میں انفرادیت کا پہلو یہ ہے اس کے انفراسٹکچر کے (layout) میں تقریباً وہ تمام سہولتیں موجود ہیں جو ایک عام ٹی وی چینل کے پاس ہوتی ہیں۔ عام انٹرنیٹ بیسڈ ٹی وی تو گھر بیٹھ کر بھی چلائے جا رہے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والا ایک پروڈکشن یونٹ رکھا ہوا ہے۔ محض ڈھائی برس میں ان کو اپنے

کام میں اس قدر کامیابی نصیب ہوئی کہ اب وہ لندن کے وسط میں اس ٹی وی سٹوڈیو کی دوسری برانچ شروع کرنے والے ہیں۔ اپنے پروجیکٹ میں کامیابی ان کی محنت، ذہانت، دیانت داری اور فیملی کی بھرپور سپورٹ کا نتیجہ ہے۔ یہ بات میں بڑی ذمہ داری سے لکھ رہا ہوں کہ برطانیہ میں جو معیار ڈاکٹر صاحب نے اپنے ٹی وی سٹوڈیو اور کانفرنس ہال کا رکھا ہے وہ کسی بھی ساؤتھ ایشن ٹی وی چینل کا برطانیہ میں تو دیکھنے کو نہیں ملا۔ جس رفتار سے ڈاکٹر صاحب صحافت کا سفر طے کر رہے ہیں اسے دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ بہت جلد برطانیہ میں ایک ایسا ٹی وی چینل بھی لانچ ہو جائے گا جس کا مالک اپنے چینل کے پورے عمل کو سمجھتا ہوگا۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب کا مقصد عزت بنانا، عزت بچانا، عزت اتارنا، یا عزت اچھالنا نہیں بلکہ وہ اس کو مقدس فریضہ سمجھ کر قدم بڑھاتے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر چغتائی کا اولین مشن پاکستان اور پاکستانیوں کی سافٹ امیج دنیا کو دکھانا ہے۔ پاکستانی ٹیلنٹ کو دیگر کمیونٹی کے ساتھ بہتر طریقے سے منسلک کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنا تجربہ، پیسہ اور وقت کے استعمال میں کبھی نہیں سوچا۔ ان کا ماننا ہے کہ اگر میرا سیکھا ہوا دوسرے لوگوں کے لیے فائدہ مند نہ ہو تو اسے سیکھنے کا کیا فائدہ؟ انہوں نے اپنا ٹی وی سٹوڈیو اور کانفرنس ہال برطانیہ میں مقیم پاکستانی کمیونٹی کے ایسے افراد کے لیے فراخ دلی سے حاضر کیے ہیں جن میں کوئی غیر معمولی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ چیرٹی پروگرامز، ادبی محفلیں، میوزک شوز، کتابوں کی رونمائی، ثقافتی اور صنعتی نمائشوں کے انعقاد کے سلسلے میں بھی سپانسر کرنے میں کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ محبِ وطن پاکستانی ہونے کی وجہ سے وطن عزیز کے موجودہ حالات سے وہ پریشان ضرور ہیں مگر ناامید نہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ٹیلنٹ کی کمی نہیں اس وقت بھی سافٹ ویئر، اولیول میں عالمی ریکارڈ کے مالک پاکستانی ہیں۔ دنیا میں پہلا نابینا شخص جس نے سول لاء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کی اور بیرسٹر ہونے کا بھی اعزاز رکھتا ہے وہ بھی پاکستانی ہے۔ جن حالات سے پاکستان گزر رہا ہے اس سے کہیں زیادہ برے حالات سے برطانیہ اور امریکہ گزرے ہیں۔ مگر اچھے تعلیمی نظام سے، علم و دانش سے اور اچھی، اہل، مخلص لیڈرشپ سے دنیا میں مقام بنا لیا۔ ہمارا المیہ صرف اہل، دیانتدار لیڈرشپ کا فقدان ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول اس وقت ان کو 2,3 لیڈر ملک میں ایسے نظر آ رہے ہیں جو ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کو ابھی تک حکومت کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ ڈاکٹر سہیل چغتائی پچاس برس کی عمر میں پہنچنے کے باوجود ابھی تک تعلیمی سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں، اس کے ساتھ وہ سوشل، پروفیشنل اور فیملی لائف بھی بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہے ہیں۔ وہ برطانیہ میں میڈیکو۔ لیگل فرم کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔ وہ صرف محنت اور قسمت پر یقین رکھتے ہیں اس کے علاوہ کسی بھی شارٹ کٹ کو نہیں مانتے۔ انہوں نے زندگی میں جو کمایا اسے انسانیت کی بھلائی کے لیے خرچ کرنے کے لیے لگا دیا۔ جب ٹی وی سینٹر کا آغاز کیا تو لوگوں نے اس کے ناکام ہونے سے بھی ڈرایا مگر جب ارادہ صرف انسانیت خصوصاً اپنے ہم وطنوں کی مدد کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے پروجیکٹ میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

وطن عزیز میں المیہ یہ ہے کہ سیاسی اکابرین صرف اپنا مفاد سوچتے ہیں قومی اور عوامی مفادات پس پشت ڈال دیے جاتے ہیں۔ اگر ہر فرد اپنی ذات کے ساتھ ساتھ ملک کی فلاح کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالنا شروع کر دے تو تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر سہیل چغتائی جو ہر دن پہلے سے زیادہ سیکھنے، کچھ مثبت کرنے اور مسلسل سیکھتے رہنے کے لیے تعلیمی سفر کو جاری رکھنے کے

جذبے کو دیکھ کر لگتا ہے کہ انہوں نے اپنے والد ڈاکٹر یوسف رضا چغتائی مرحوم کے ان اشعار کو ہی اپنی زندگی کا شعار بنا لیا ہے۔

زندگی کا نصاب باقی ہے
ابھی تو ساری کتاب باقی ہے

اٹھ گئے آگاہی کے سب پردے
آخری بس حجاب باقی ہے

میرے اعصاب تھک گئے تو کیا
میری آنکھوں میں تاب باقی ہے

بات کی ابتداء ہوئی ہے ابھی
بات تو ساری جناب باقی ہے

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
sohailloun@gmail.com
18-04-2014.